4

پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ

ماخذ: بانگِ درا شاعر کا نام: علامہ اقبالؒ ہیئت: پابند نظم

شاعر کا تعارف: (K.B-U.B)

شاعرِ مشرق، حکیم الامت، علامہ محمد اقبالؒ (1877ء تا 1938ء) کے آباؤ اجداد کشمیر سے ترکِ وطن کر کے سیالکوٹ میں آئے تھے۔ ان کے والد کا نام نور محمد تھا جو ایک درویش منش، عبادت گزار اور صاف دل انسان تھے۔ علامہ کی والدہ بھی نیک اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ جنھوں نے اقبال کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالا۔

اقبال کی ابتدائی تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے ہوا۔ بعد ازاں مشن ہائی سکول سے میٹرک، مرے کالج سیالکوٹ سے ایف، اے اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے اور ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اقبال نے عربی فارسی اور علم و حکمت کا شوق مرے کالج کے استاد مولوی میر حسن سے لیا جب کہ لاہور میں پرفیسر آرنلڈ جیسے استاد نے اقبال کے فلسفیانہ ذہن کو مزید ذوق اور جلا بخشی۔ ایم۔ اے کے بعد کچھ عرصہ اورینٹل کالج لاہور اور کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور سے بطور استاد منسلک رہے۔ 1905ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے مغرب کی طرف عازمِ سفر ہوئے اور انگلستان سے بارایٹ لا اور جرمنی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں لے کر لوٹے۔ وطن واپسی پر وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ اسی دوران برصغیر کی سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینا شروع کیا۔

1926ء میں پنجاب کی مجلسِ قانون ساز کے ممبر منتخب ہوئے۔ 1930ء میں الہ آباد میں وہ تاریخی خطبہ دیا جس سے ہندوستان کے مسلمانوں کو واضح نصبُ العین ملا۔ 1931ء اور 1932ء میں گول میز کانفرنس میں شرکت کر کے قیام پاکستان کے موقف کو واضح کیا۔ 1933ء میں والیِ افغانستان کی دعوت پر افغانستان کا سفر کیا۔ آخری عمر میں صحت کی خرابی کے باعث وَکالت چھوڑ دی۔ 1938ء میں مسلمانوں کا یہ بطلِ جلیل اس دارِ فانی سے دار البقا کی طرف اِنتقال کر گیا۔

اقبال کی شاعری کا آغاز ان کے زمانہ طالب علمی سے ہو چکا تھا۔ سکول اور کالج کی سطح پر اور مقامی مُشاعروں میں اقبال اپنا کلام سناتے تھے۔ انجمنِ حمایتِ اسلام کے مُشاعرے میں اقبال کا یہ شعر:

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

سن کر صدر مشاعرہ ارشد گورگانی پھڑک اٹھے اور اقبال کے عظیم شاعر ہونے کی پیش گوئی کر دی جو حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی۔ اقبال کی جواں فکر شاعری نے نا صرف برصغیر بلکہ مشرقِ وُسطیٰ اور مشرقِ بعید کے ممالک کے مسلمانوں کے اندر آزادی اور حُریّت کی وہ شمع روشن کی کہ جس سے یہاں کے لوگ غلامی کی زنجیروں کو توڑنے پر قادر ہوئے۔ علامہ کی شاعری کا پیغام حرکت و عمل، مسلمانوں میں اَسلاف کے جوہر کی بیداری، خود شناسی، خود نگری اور عرفانِ ذات کا پیغام ہے۔

اقبال نے اردو کے ساتھ ساتھ فارسی کو بھی ذریعہ اظہار بنایا۔ ان کی نمائندہ تصانیف میں ''بانگِ درا''، ''بالِ جبریل''، ''ضربِ کلیم'' اردو شاعری کے مجموعے ہیں ''ارمغانِ حجاز'' میں بھی کچھ اردو نظمیں شامل ہیں جبکہ اس کا غالب حصہ فارسی زبان میں ہے۔ فارسی کے دیگر مجموعہ کلام میں ''پیامِ مشرق''، ''جاوید نامہ''، ''زبورِ عجم''، ''رموزِ بے خودی'' اور ''اسرارِ خودی'' شامل ہیں۔ ان کے تمام کلام کو ''کلیاتِ اقبال'' اردو اور فارسی میں یکجا کر کے شائع دیا گیا ہے۔ ''سرودِ رفتہ'' اور ''باقیاتِ اقبال'' کے نام سے وہ کلام بھی طبع ہو چکا ہے جو بعض وجوہات کی بنا پر ان کی زندگی میں شایع نہیں ہو سکا۔

مشکل الفاظ کے معانی

(K.B)

لفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ڈالی	شاخ	فصلِ خزاں	خزاں کا موسم
شجر	درخت	ہری	تروتازہ، سبز
سحابِ بہار	بہار کا موسم، بہار میں بارش برسانے والے بادل	لازوال	ہمیشہ کے لیے غیر فانی، ابدی
عہدِ خزاں	خزاں کا دور، مایوسی کا دور	واسطہ	تعلق
برگ و بار	درخت کے پتے، پھول اور پھل	گُلستان	چمن، گلشن
جیبِ گل	پھول کے اندر ایک صراحی جہاں بیج بنتے ہیں	زرِ کامل عیار	کسوٹی پر پورا اترنے والا سونا، کھرا سونا
نغمہ زن	گیت گانے میں مشغول	خلوت	تنہائی
طیور	پرندے	سایہ دار	سایہ دینے والے
شجر	درخت	شاخِ بریدہ	کٹی ہوئی شاخ
سبق اندوز ہونا	سبق حاصل کرنا	نا آشنا	ناواقف
قاعدہ	اُصول	روزگار	گردشِ زمانہ
مِلّت	قوم	رابطہ	تعلق
اُستوار	قائم، مضبوط	پیوستہ ہونا	جڑے ہونا، منسلک ہونا

www.ilmkidunya.com

نظم کا مرکزی خیال

(U.B-A.B)

G-I-2015 لاہور بورڈ

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبالؒ

نظم کا عنوان : پیوستہ رہ شجر سے، امید بہار رکھ

مرکزی خیال:-

مسلم قوم کی ترقی اتحاد اور مضبوط باہمی ربط میں پوشیدہ ہے۔ اس وقت قوم پر زوال ہے اسی لیے افراد شاخِ بُریدہ کے انجام سے باخبر رہتے ہوئے قوم کا ساتھ دیں اور دوبارہ عُروج کے لیے پُر امید رہیں۔

نظم کا خلاصہ

(U.B-A.B)

G-II-2017,G-I-2015 لاہور بورڈ

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبالؒ

نظم کا عنوان: پیوستہ رہ شجر سے، اُمید بہار رکھ

خلاصہ:-

موسمِ خزاں میں درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہو جانے والی شاخ کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ آنے والی بہار میں وہ پھر سے سرسبز ہو جائے۔ اس کے لیے موسم خزاں طویل ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے پھل پھول سے محروم ہو جاتی ہے۔ مسلم قوم کے گلشن پر بھی خزاں کا عالم ہے کیوں کہ اس گلشن کی ڈالیاں بھی پھل پھول سے خالی ہیں یعنی قابل لوگوں کی کمی ہے۔ یہ لوگ گیت گانے والے خوش گُلو پرندوں کی مثال تھے جو کہ گلشن کے سایہ دار درختوں سے اب رخصت ہو چکے ہیں۔ افراد کو چاہیے کہ وہ درخت سے کٹی شاخ کے انجام سے سبق سیکھیں اور خود کو قوم کے ساتھ مضبوطی سے جوڑتے ہوئے بہار یعنی خوش حالی اور عروج کے لیے پُر امید رہیں۔

www.ilmkidunya.com

اشعار کی تشریح

(U.B-A.B)

شعر 1۔

لاہور بورڈ G-I-2017,G-II-2016 گوجرانوالہ بورڈ G-I-2014

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبالؒ

ماخذ : بانگِ درا

مفہوم : جو شاخ موسمِ خزاں میں ٹوٹ کر درخت سے الگ ہو جاتی ہے پھر یہ ممکن نہیں رہتا کہ آئندہ بہار میں وہ دُوبارہ سرسبز ہو۔

تشریح:۔

علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی شاعری میں زندگی، کائنات، عقل و خرد، قومیت اور خودی و بے خودی جیسے اہم موضوعات پیش کیے ہیں وہ حکیمُ الامت تھے۔ انھوں نے امت کے مرض کی تشخیص کی اور اپنی شاعری میں حرکت وعمل، اَسلاف کے جوہر کی بیداری، خودشناسی، خودنگری اور عرفانِ ذات کا پیغام دیا ہے۔ ان کی یہ نظم ''بانگِ درا'' سے ماخوذ ہے۔ ''بانگِ درا'' سے اقبالؒ کے کمالِ فکر اور ارتقائی مدارج کا مکمل اور جامع اندازہ ہوتا ہے۔

تشریح طلب شعر ایک علامتی شعر ہے جس میں ڈالی اور شجر، 'فرد' اور 'قوم' کے لیے علامتیں ہیں۔ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جو شاخ خزاں کے موسم میں ٹوٹ کر درخت سے الگ ہو جاتی ہے وہ بہار کے بادل سے دوبارہ کبھی ہری بھری نہیں ہو سکتی ہے۔ یقیناً ایک شاخ کی ہریالی اور خوبصورتی درخت سے جڑے رہنے میں ہی ہے۔ جیسے ہی وہ درخت سے ٹوٹی، ہریالی اور خوبصورتی اس سے رخصت ہو گئی کیوں کہ بہار درختوں پر ہی آتی ہے نہ کہ ٹوٹی ہوئی شاخوں پر۔

اقبالؒ مسلم قوم کے ہر فرد کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ قوموں کی بہار یعنی خوش حالی و عروج اجتماعیت کا پھل ہے اور خوش حالی اور عروج کا اسی کو فائدہ ہوتا ہے جو کہ قوم کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ جو علیحدہ ہو گیا وہ جماعت کو حاصل فوائد و ثمرات سے محروم ہو گیا۔ مطلب یہ کہ جو فرد اپنی قوم سے ناطہ توڑ لیتا ہے اس کا وہی انجام ہوتا ہے جو درخت سے ٹوٹی ہوئی شاخ کا ہوتا ہے۔ دونوں ہی اپنے مرکز سے کٹ کر اپنی پہچان اور شناخت کھو دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے محرومیاں ان کا مقدر ہو جاتی ہیں۔ فرد اور قوم کے تعلق کو ایک اور جگہ اقبالؒ یوں بھی بیان کرتے ہیں۔

؎ فرد قائم ربطِ مِلّت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

بحیثیت مسلمان ہمارا تعلق اُمتِ مسلمہ سے ہے۔ یہی ہمارے اتحاد کی علامت ہے۔ لہٰذا مسلمان نوجوان کو پیغام دیتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ تمھارا وجود قوم سے جڑنے میں ہی قائم ہے۔ قوم سے ہٹ کر اور اس کی اقدار کو کھو کر تم اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتے۔ بقول اقبال:

؎ قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

شعر کا ایک پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص مشکل وقت میں اپنوں سے جڑا ہوا نہ رہے۔ وہ اپنی قوم سے تعلق توڑ دے اور مل کر اس کی حالت درست کرنے کی کوشش نہ کرے تو خوش حالی کے وقت میں ہوئی شاخ کی طرح ٹوٹے ہوئے فرد کے لیے بھی اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

www.ilmkidunya.com

شعر 2۔ لاہور بورڈ G-II-2017,G-I-2014 گوجرانوالہ بورڈ G-I-2013,2016

ہے لازوال عہدِ خزاں اس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اسے برگ و بار سے

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبالؒ

ماخذ : بانگِ درا

مفہوم : درخت سے کٹی شاخ مستقل عہدِ خزاں کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لیے پھل پھول سے محروم ہو جاتی ہے۔

تشریح:۔

تشریح طلب شعر گذشتہ شعر سے پیوستہ ہے اقبالؒ پچھلے شعر کی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو شاخ موسمِ خزاں میں ٹوٹ کر درخت سے الگ ہو جاتی ہے وہ آیندہ بہار میں ہری نہیں ہوگی بلکہ اس پر ہمیشہ موسمِ خزاں رہے گا اور وہ ہمیشہ کے لیے پھل، پھول اور پتوں سے محروم ہو جائے گی۔ بے شک ایک شاخ کی پہچان اور شناخت اس کے پتوں، پھولوں اور پھلوں سے ہی ہوتی ہے۔ درخت سے کٹنے یا ٹوٹنے کی صورت میں وہ ہمیشہ کے لیے اپنی شناخت اور پہچان کھو دیتی ہے۔ اسی طرح قوم سے ناطہ توڑنے والے فرد کا بھی یہی انجام ہوتا ہے۔

؎ ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

بے شک دینِ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ مسلم قوم دیگر اقوام سے ممتاز ہے اور بے شمار خصوصیات اور انعامات اسی قوم کا ہی خاصہ ہیں۔ یہی منفرد خصوصیات قوم کے ہر فرد کی پہچان اور شناخت ہیں۔ لیکن جو فرد اس قوم سے تعلق توڑتے ہوئے اپنا راستہ الگ کر لیتا ہے، وہ بھی کٹی شاخ کی طرح کبھی پھل پھول نہیں پا سکتا ہے۔ وہ ان تمام انعامات اور فوائد و ثمرات سے محروم رہتا ہے جو کہ اجتماعیت کا ہی نصیب ہوتے ہیں۔ اس کی یہ محرومی وقتی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کی محرومی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اقبالؒ قوم کو فرقہ ورایت سے بھی باز رہنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ افراد نے انفرادیت اور علاقائیت کو اجتماعیت میں ضم نہ کیا تو ان پر زوال طویل سے طویل ہوتا چلا جائے گا اور وہ خدانا خواستہ عروج و ترقی کبھی حاصل نہ کر سکیں گے۔ اس لیے اقبال مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کا درس دیتے ہیں:

؎ بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر مِلّت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

www.ilmkidunya.com

شعر3۔ لاہور بورڈ G-I-2016 گوجرانوالہ بورڈ G-I-2014، G-I-2017

ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور
خالی ہے جیبِ گل ، زرِ کامل عیار سے

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبالؒ

ماخذ : بانگِ درا

مفہوم: اے مسلمان! تیرے گلشن میں خزاں کا دور دورہ ہے کیوں کہ یہاں کے پھول زر دانوں سے مکمل طور پر خالی ہیں۔

تشریح:۔

تشریح طلب شعر میں اقبالؒ قوم کو خبردار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلم قوم کے گلشن میں آج کل خزاں کا دور ہے۔اس لیے پھولوں کی جیبیں کھرّے سونے یعنی کھرے اور صحت مند زر دانوں سے خالی ہیں۔ بے شک پھول کے اچھے اور صحت مند زردانے ہی پھول کی افزائش اور بقا کے ضَامن ہوتے ہیں۔اسی طرح مسلم قوم کی بقا بھی افراد کے مضبوط ایمان میں ہی پوشیدہ ہے ورنہ زوال مقدر ہے۔جب تک مسلمانوں کا ایمان مضبوط تھا بڑی سے بڑی طاقت بھی ان پر غلبہ نہ پا سکی۔اس کے بَرعکس انھوں نے روم و ایران جیسی بڑی طاقتوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔نہ صرف جنگ کے میدان میں انھوں نے فتوحات حاصل کیں بلکہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔سائنس، طِب، ابلاغ، کون سا ایسا شعبہ ہے جہاں مسلمانوں نے اپنی فتوحات کے جھنڈے نہ گاڑے ہوں۔حاؔلی نے کہا ہے:

؎ بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھی کی لگائی ہوئی ہے

ہمارے اَسلاف کی کامیابیوں کے پیچھے مَا سوائے توکل علی اللہ حُب رسول ﷺ، حُبِ قرآن اور حُبِ دین کی طاقت کے اور کوئی طاقت نہ تھی یعنی ان کا ایمان مضبوط تھا۔لیکن آج کے مسلمان کا ایمان کمزور ہو چکا ہے۔اس کے سینے سے رسول ﷺ کی محبت کم ہو چکی ہے۔اللہ پر توکل ختم ہو چکا ہے اور وہ قرآن و دین سے دور ہو چکا ہے۔جس کی وجہ سے زوال اس کا مقدر بن چکا ہے۔

؎ وہ مُعزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

اس لیے اقبالؒ مسلم قوم کو خبردار کرتے ہیں کہ خدارا کھرے اور مضبوط دین کی طرف لوٹ آؤ ورنہ پھول کی افزائش اور بقا کی طرح بحیثیت قوم تمھاری بقا بھی خدا نخواستہ خطرے میں ہے۔دین و مِلّت کے تعلق کو اقبالؒ نے ایک اور انداز میں یوں بھی بیان کیا ہے:

؎ دامنِ دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمیعت کہاں
اور جمیعت ہوئی رُخصت تو مِلّت بھی گئی

شعر 4۔

جو نغمہ زن تھے خلوتِ اَوراق میں طُیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبالؒ

ماخذ : بانگِ درا

مفہوم : اے مسلمان! تیرے گلشن کے سایہ دار درختوں سے گیت گانے والے پرندے رخصت ہو چکے ہیں۔

تشریح:۔

تشریح طلب شعر میں اقبالؒ مسلم قوم کو خبردار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو پرندے پتوں میں تنہائی میں بیٹھ کر سُر یلے نغمے گایا کرتے تھے وہ اب درختوں سے رخصت ہو چکے ہیں۔ بے شک باغات کی تمام تر رونقیں پودوں کی لہک اور پرندوں کی چہک سے ہی ہوتی ہیں۔ جس باغ میں خوش گلو پرندے موجود نہ ہوں اس پر ایک عجب وحشت سی طاری ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر شاخیں درختوں سے کٹ جائیں تو سوکھی اور کٹی شاخوں پر بھی کوئی پرندہ نہیں بیٹھتا ہے اور نہ ہی ان کی نغمہ زنی کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

اقبالؒ دراصل یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلم قوم میں بھی اِنتشار اور زوال سے اس کی رونقیں مَاند پڑ چکی ہیں۔ اور جن لوگوں سے رونقیں اور بہاریں ہُوا کرتی تھیں وہ رخصت ہو چکے ہیں۔ یعنی رازیؒ، سعدیؒ، رومیؒ، خوارزمیؒ، جابر بن حیانؒ، بوعلی سیناؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، طارق بن زیادؒ اور محمد بن قاسمؒ جیسے لوگ اب اس قوم میں نہیں ہیں اور آئندہ بھی فُقدان کا ہی امکان ہے کسی دانش ور کا قول ہے کہ:

"اللہ جب کسی قوم سے ناراض ہوتا ہے تو اس میں سے شخصیات اٹھا لیتا ہے"

اقبالؒ فرماتے ہیں:

؎ حیدری فقر ہے نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اَسلاف سے کیا نسبتِ روحانی ہے

جس طرح سوکھی اور کٹی شاخوں پر خوش گلو پرندے نہیں بیٹھتے ہیں اسی طرح مُنتشر اور مُنقسم قوم کو بھی کوئی اپنے تفکرات اور ایجادات نہیں دیتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انتشار زدہ اور بٹی ہوئی قوم میں مُفکر، مدبر اور راہنما پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قوم آج حالتِ زوال میں ہے۔

اس لیے اقبالؒ ملتِ اسلامیہ کے اجڑے گلشن پر افسردہ ہیں اور وہ قوم کو حقیقت سے آشنا کرتے ہیں کہ جب تک ان میں مفکرین، مُدبرین اور مُخلص راہنما پیدا نہ ہوں گے ان کے گلشن کی رونقیں بحال نہ ہوں گی یعنی زوال ختم نہ ہوگا اور وہ غیروں کے نظریات وعقائد اور راہنماؤں سے ہی استفادہ کرتے رہیں گے۔ بقول شاعر:

؎ متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزہ خوں ریز ہے ساقی!

www.ilmkidunya.com

شعر 5۔ لاہور بورڈ G-II-2014,2015 گوجرانوالہ بورڈ G-I-2017,G-II-2013,2015

شاخِ بُریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تُو
نا آشنا ہے قاعدۂ روزگار سے

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبالؒ

ماخذ : بانگِ درا

مفہوم : اے مسلمان! تُو درخت سے کٹی شاخ کے انجام سے سبق سیکھ کیوں کہ تُو زمانے کے اُصول وقوانین سے ناواقف ہے۔

تشریح:۔

تشریح طلب شعر میں اقبالؒ اپنی قوم سے نصیحت آمیز لہجے میں مخاطب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو درخت سے کٹی شاخ کے انجام سے سبق سیکھنا چاہیے۔ کٹی شاخ کا انجام بہت ہی بھیانک ہوتا ہے کیوں کہ وہ درخت سے کٹنے کے بعد بہار سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاتی ہے اور اپنی پہچان اور شناخت کھو دیتی ہے۔ اسی طرح جو مسلمان اپنی قوم کا ساتھ چھوڑتے ہوئے اغیار کا ساتھ دیتے ہیں ان کا انجام بھی کٹی شاخ کے انجام سے زیادہ مختلف نہیں ہوگا۔ اقبالؒ کا یہ پیغام اس دور کا بھی غماز ہے کہ جب ہندوستان کے مسلمان محض ذاتی مفاد کی خاطر اپنی قوم کو چھوڑ چھوڑ کر انگریز کا ساتھ دے رہے تھے۔ آج کے حالات میں بھی اس پیغام کی اہمیت مُسلمہ ہے کیوں کہ آج بھی ہم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

؎ فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

قوم کا ساتھ چھوڑنے والوں کو اقبالؒ زمانے کا یہ اصول یاد کراتے ہیں کہ جو اصل سے کٹ گیا وہ ختم ہو گیا۔ مطلب یہ کہ جو کوئی اپنے اصل سے اور اپنے مرکز سے کٹ جاتا ہے وہ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ شاخ جب اپنے اصل سے کٹتی ہے تو بہار اور پھل پھول سے محروم ہو جاتی ہے اور فرد جب اپنے مرکز یعنی قوم اور دین کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کی شناخت مٹ جاتی ہے اور وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔

؎ فرد قائم ربطِ مِلّت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اس کے علاوہ یہ بھی زمانے کا اصول ہے کہ جماعت سے الگ ہونے والے کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہوتا ہے کیوں کہ اس کا کوئی اپنا نہیں ہوتا ہے۔ زمانے کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ فرد کی طاقت اس کی قوم ہوتی ہے یعنی قوم کو چھوڑنے والا کمزور ہو جاتا ہے اور اغیار کے لیے آسان شکار بن جاتا ہے۔ اس لیے اقبالؒ یہ نصیحت کرتے ہیں کہ قوم سے الگ ہونے سے پہلے انجام سے لازمی باخبر رہیں ورنہ مداوا نہ ہو سکے گا۔ بقول:

؎ پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تُو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا ، نہ تن!

www.ilmkidunya.com

www.ilmkidunya.com

شعر 6۔

لاہور بورڈ G-II-2015،G-I-2013 گوجرانوالہ بورڈ G-II-2015,2016

مِلّت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے ، امیدِ بہار رکھ

حوالۂ شعر:۔

نظم کا عنوان : پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ

شاعر کا نام : علامہ محمد اقبالؒ

ماخذ : بانگِ درا

مفہوم : اے مسلمان! تُو ہر حال میں اپنی قوم سے مضبوطی سے جُڑا رہ اور بہار یعنی خوش حالی اور ترقی کے لیے پُر امید رہ۔

تشریح:۔

تشریح طلب شعر میں اقبالؒ قوم کے ہر فرد کو اپنی قوم سے مضبوطی سے جُڑے رہنے اور اچھے مستقبل کے لیے پُر امید رہنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ یہ شعر نظم کا آخری شعر ہے اور حاصلِ کلام بھی ہے۔ جس میں انھوں نے پوری بات سمیٹتے ہوئے یہ حاصل پیش کیا ہے کہ جس طرح درخت سے کٹی شاخ کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا اسی طرح قوم سے ناطہ توڑنے والے فرد کا بھی کوئی مستقبل ہوتا ہے نہ شناخت۔ اس لیے اسے چاہیے کہ وہ قوم کا ساتھ چھوڑنے کی بجائے ہر حال میں قوم کے ساتھ مضبوطی سے جڑا رہے۔ اسی میں اس کی سلامتی اور بقا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو''

حدیث شریف ہے:

''مسلمان قوم کی مثال ایک عمارت کی سی ہے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔''

بے شک قوم کا ساتھ دینے سے قوم بھی مضبوط ہوتی ہے اور فرد خود بھی مضبوط ہوتا ہے۔ قوم کا ساتھ دینے اور قوم سے مضبوطی سے جڑے رہنے سے یہ مراد ہے کہ افراد اپنے اپنے دائرہ کار میں اپنے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دیں۔ ہر فرد کی یہ سوچ ہونی چاہیے کہ اسے اپنے ذمے کے کام نیک نیتی، خلوص اور لگن سے کرنے ہیں۔ فرائض سے غفلت، بدعنوانی، جھوٹ اور دھوکا دہی وغیرہ یقیناً ایسی برائیاں ہیں کہ جس سے افراد قوم کے ساتھ رہتے ہوئے قوم کو کمزور اور کھوکھلا کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لیے اقبالؒ قوم کے ہر فرد کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ صحیح معنوں میں قوم کا ساتھ دیں اور موجودہ زوال سے مایوس نہ ہوں بلکہ خدا کی رحمت پر پُر امید رہیں تو پھر وہ دن دور نہیں کہ مسلم قوم اپنے کھوئے ہوئے وقار اور مقام و مرتبہ کو حاصل کر لیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ملت کے ساتھ رابطہ قائم رکھنے کا حق ادا کریں اور مایوسی اور نا امیدی کا شکار ہرگز نہ ہوں۔ بقول اقبال:

؎ نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کِشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے سَاقی

بحیثیت مسلمان ہمارا تعلق امت مُسلمہ سے ہے۔ یہی ہمارے اتحاد کی علامت ہے۔ لہٰذا مسلمان نوجوان کو پیغام دیتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ تمھارا وجود قوم سے جڑنے میں ہی قائم ہے۔ قوم سے ہٹ کر اور اس کی اقدار کو کھو کر تم اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتے۔

؎ قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

غرض یہ کہ اقبال نے اپنی آفاقی شاعری کے ذریعے نا صرف برصغیر کے مسلمان بلکہ عالم اسلام کو یہ پیغام دیا ہے کہ ان کی ترقی اور کامیابی اتحاد و اتفاق میں ہے۔ اگر قوم نے اس یگانگت کی رسی کو چھوڑ دیا تو کامیابی کی راہ منزل سے نا آشنا رہے گی۔

مشقی سوالات

(U.B-A.B)

سوال نمبر۔۱ سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

(الف): اقبالؒ نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے؟ لاہور بورڈ G-II-2014

جواب: ڈالی اور شجر سے مراد

اقبالؒ نے ڈالی اور شجر سے بالترتیب 'فرد' اور 'قوم' مراد لیا ہے۔

(ب): عہدِ خزاں کس کے واسطے لازوال ہے؟

جواب: لازوال عہدِ خزاں

عہدِ خزاں درخت سے ٹوٹی ہوئی شاخ اور ملت سے کٹے ہوئے فرد کے واسطے لازوال ہے۔

(ج): کس کے گلستان میں فصلِ خزاں کا دور ہے؟

جواب: گلستان میں فصل خزاں

مسلم قوم کے گلستان میں فصلِ خزاں کا دور ہے۔

(ج): جیبِ گل کس چیز سے خالی ہے؟ لاہور بورڈ G-I-2016، گوجرانوالہ بورڈ G-II-2016

جواب: خالی جیبِ گُل

جیبِ گل 'زرِ کامل عیار' سے خالی ہے۔

(د): خلوتِ اُوراق میں کون نغمہ زن تھے؟ لاہور بورڈ G-I-2014، گوجرانوالہ بورڈ G-II-2015

جواب: خَلوت اُوراق میں نغمہ زنی

خلوتِ اوراق میں طُیور نغمہ زن تھے۔

(ہ): ہمیں کس چیز سے سبق اندوز ہونا چاہیے؟ لاہور بورڈ G-I-2017

جواب: سبق اندوز ہونے کی چیز

ہمیں شاخِ بریدہ سے سبق اندوز ہونا چاہیے کہ درخت سے ٹوٹی شاخ اور ملت سے کٹے ہوئے فرد کے لیے ہریالی اور خوش حالی ناممکن ہے۔

(و): اُمیدِ بہار کے لیے کس بات کی ضرورت ہے؟ گوجرانوالہ بورڈ G-I-2017,G-I-2015,2016

جواب: اُمید بہار کے لیے ضرورت

اُمیدِ بہار کے لیے شجر یعنی قوم سے مضبوطی سے جڑے رہنے کی ضرورت ہے۔

سوال نمبر۲۔ اس نظم کے قوافی کی نشاندہی کریں۔ (K.B-U.B)

جواب: نظم کے قوافی

اس نظم کے قوافی یہ ہیں:-

بہار، بار، عیار، سایہ دار، روزگار

سوال نمبر۳۔ مندرجہ ذیل شعر کی نثر بنائیں۔

جو نغمہ زن تھے خلوتِ اُوراق میں طُیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

جواب: **شعر کی نثر**

خلوتِ اوراق میں جو طیور نغمہ زن تھے وہ تیرے شجرِ سایہ دار سے رخصت ہوگئے ہیں۔

۶۔ واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھیں۔ (U.B-A.B)

واحد	جمع
شجر	اشجار
ورق	اوراق
طائر	طیور
نغمہ	نغمے
سبق	اسباق
ملت	ملل
رابطہ	روابط
فراد	افراد
قوم	اقوام

سوال نمبر۷۔ الفاظ کے متضاد لکھیں۔ (U.B-A.B)

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
خزاں	بہار	اتفاق	نفاق
گل	خار	اُمید	نا امید، یاس، مایوسی
لازوال	زوال		

سوال ۸۔ علامہ اقبالؒ نے کس طرح اس نظم میں فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے؟

جواب: **فرد اور قوم کا تعلق**

علامہ اقبالؒ نے فرد اور قوم کے تعلق کو ایک شاخ اور درخت کی مثال سے واضح کیا ہے، جس طرح درخت سے کٹی شاخ پر دوبارہ کبھی بہار نہیں آسکتی ہے اسی طرح قوم سے تعلق توڑنے والا فرد بھی کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے۔

سوال نمبر۹۔ فرد اور قوم کے تعلق اور اتحادِ ملت کے حوالے سے علامہ اقبال کے مزید چند اشعار اپنی کاپی میں لکھیں؟

جواب: **اقبال کے اشعار**

فرد قائم ربط مِلّت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفلِ انجم بھی نہیں

بتانِ رنگ و خُوں کو توڑ کر مِلّت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

سوال۱۲۔ اس نظم سے مرکب اضافی کی پانچ مثالیں تلاش کر کے لکھیں؟

جواب: **نظم میں مرکب اضافی**

اس نظم سے مرکب اضافی کی مثالیں یہ ہیں:-

سحابِ بہار، عہدِ خزاں، جیبِ گل، خلوتِ اوراق، شجرِ سایہ دار، شاخِ بریدہ اور اُمیدِ بہار

سوال۱۳۔ علامہ اقبالؒ کی اردو شاعری کی کتابوں کے نام لکھیں۔

جواب: **اردو شاعری کی کتابیں**

علامہ اقبالؒ کی اردو شاعری کی کتابیں یہ ہیں: -

بانگِ درا، بالِ جبریل اور ضربِ کلیم

سوال۱۴۔ علامہ اقبالؒ کی فارسی شاعری کی کتابوں کے نام لکھیں۔

جواب: **فارسی شاعری کی کتابیں**

علامہ اقبالؒ کی فارسی شاعری کی کتابیں یہ ہیں:-

پیامِ مشرق، جاوید نامہ، زبورِ عجم، رموزِ بے خودی، اسرارِ خودی، اور ارمغان حجاز (اس کتاب میں چند اردو نظمیں بھی ہیں)

سوال۱۵۔ علامہ اقبالؒ نے زیادہ تر کن موضوعات پر شاعری کی ہے؟

جواب: **علامہ کی شاعری کے موضوعات**

علامہ اقبالؒ کی زیادہ تر شاعری، کائنات، خدا، ابلیس، عقل وخرد، تصوف، قومیت، مردِ مومن، سیاست، مملکت اور خودی و بے خودی جیسے موضوعات پر مشتمل ہے۔

www.ilmkidunya.com

(U.B-A.B)

کثیر الانتخابی سوالات

1۔ اقبالؒ کا سنہ پیدائش ہے:

(A) ۱۸۳۵ء (B) ۱۸۷۷ء (C) ۱۸۶۴ء (D) ۱۸۴۶ء

2۔ اقبالؒ کا سنہ وفات ہے:

(A) ۱۹۳۸ء (B) ۱۹۴۸ء (C) ۱۹۵۰ء (D) ۱۹۴۷ء

3۔ علامہ اقبالؒ پیدا ہوئے:

(A) لاہور میں (B) سیالکوٹ میں (C) کراچی میں (D) دہلی میں

4۔ اقبالؒ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی:

(A) لاہور سے (B) سیالکوٹ سے (C) کراچی سے (D) دہلی سے

5۔ اقبالؒ نے گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے کیا:

(A) فلسفہ میں (B) اردو میں (C) انگریزی میں (D) فارسی میں

6۔ اقبالؒ نے بار ایٹ لا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں:

(A) ہندوستان سے (B) جرمنی سے (C) یورپ سے (D) امریکہ سے

7۔ یورپ سے وطن واپسی پر اقبالؒ نے پیشہ اختیار کیا:

(A) وکالت کا (B) شاعری کا (C) جج کا (D) تدریس کا

8۔ علامہ اقبالؒ نے خطبہ الٰہ آباد دیا:

(A) ۱۹۲۸ء میں (B) ۱۹۲۹ء میں (C) ۱۹۳۰ء میں (D) ۱۹۳۱ء میں

9۔ علامہ اقبالؒ دفن ہیں:

(A) کراچی میں (B) سیالکوٹ میں (C) اسلام آباد میں (D) لاہور میں

10۔ اقبالؒ نے اپنی شاعری کا آغاز کیا:

(A) نظم سے (B) غزل سے (C) منقبت سے (D) نعت سے

www.ilmkidunya.com

11۔ اقبالؒ کے مطابق قوم تک پیغام پہنچانے کا زیادہ موثر ذریعہ تھا:

(A) غزل گوئی (B) نظم نگاری (C) نثر نگاری (D) مضمون نگاری

12۔ اقبالؒ کی اردو شاعری کی کتاب ہے: لاہور بورڈ G-I-2013

(A) پیامِ مشرق (B) جاوید نامہ (C) رموزِ بےخودی (D) ضربِ کلیم

13۔ اقبالؒ کی فارسی شاعری کی کتاب ہے:

(A) بانگِ درا (B) اسرارِ خودی (C) بالِ جبریل (D) ضربِ کلیم

14۔ نظم ''پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ'' لی گئی ہے:

(A) بانگِ درا سے (B) بال جبریل سے (C) ضربِ کلیم سے (D) زبورِ عجم سے

15۔ ''ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹُوٹ'' شجر سے مراد ہے:

(A) فرد (B) قوم (C) مسلمان (D) بندہ

16۔ جو نغمہ زن تھے خلوتِ اُوراق میں ______

(A) پرندے (B) طائر (C) طُیور (D) بلبل

17۔ شاعر نے سبق اندوز ہونے کا کہا ہے: لاہور بورڈ G-I-2016

(A) دشمنوں سے (B) شاخِ بریدہ سے (C) بزرگوں سے (D) پھولوں سے

18۔ شاعر نے رابطہ رکھنے کے لیے کہا ہے: گوجرانوالہ بورڈ G-II-2016

(A) مِلّت کے ساتھ (B) ملک کے ساتھ (C) قوم کے ساتھ (D) بہار کے ساتھ

19۔ ہے ______ عہد خزاں اس کے واسطے

(A) بےمثال (B) لازوال (C) لاجواب (D) لاحاصل

20۔ اس نظم میں پیغام ہے: گوجرانوالہ بورڈ G-II-2015

(A) باغ و بہار کا (B) مردِ مومن کا (C) شجرکاری کا (D) اتحاد و یکجہتی کا

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

B	10	D	9	C	8	A	7	C	6	A	5	B	4	B	3	A	2	B	1
D	20	B	19	A	18	B	17	C	16	B	15	A	14	B	13	D	12	B	11

www.ilmkidunya.com